عبدالستار گوندل

اسلامی قوانین کا نفاذ قرآن مجید اور سنت کی روشنی میں

مؤلف ———————— مرزا محمد لطیف شاہد

ناشر ———————— احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

زیرِ نظر کتاب میں مختلف عنوانات کے تحت اسلامی قوانین کے نفاذ پر بحث کی گئی ہے۔ ان میں سے بعض عنوانات کے تحت بحث سے ہمیں اختلاف ہے۔ اس لیے ہم اپنا صحافتی اور مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے ان پر تبصرہ کرنا چاہتے ہیں۔

"اسلام میں ارتداد کی سزا" کے تحت مؤلف نے لکھا ہے کہ وہ مسائل جن میں ہمارے سادہ حقیقت ناشناس مسلمانوں کو غلطی لگی ہے۔ ان میں ایک مسئلہ ارتداد ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام سے پھر جائے۔ تو قرآن مجید کی رُو سے اسے کوئی سزا دینی چاہیئے یا نہیں؟ ہمارے عام علماء یہ کہتے ہیں کہ ایسے آدمی کو فی الفور سزا کے طور پر قتل کر دینا چاہیئے۔ مگر ہمارا یہ مدعا ہے کہ یہ ان کا نظریہ قرآن مجید پر تدبر نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ سارے قرآن مجید میں قطعاً نہ صراحتاً نہ کنایتاً و اشارۃً کسی جگہ بھی یہ حکم نہیں کہ اگر کوئی اسلام قبول کرنے کے بعد اس سے انحراف کرے تو اسے قتل کر دینا چاہیئے۔ کاش یہ لوگ غور کرتے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ (لا اکراہ فی الدین (البقرہ) دین میں کوئی زبردستی (منوانا) نہیں۔ آگے جا کر لکھتے ہیں کہ ارتداد صریح کفر کے اظہار اور اسلام کے صریح انکار کا نام ہے۔

یہ بات مسلّم ہے کہ جس طرح مکمل اسلام کے انکار پر ارتداد لازم آتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی اسلام کے کسی ایک رکن کا انکار کرے تو وہ بھی مرتد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جن لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔ ان کے معاملہ میں جب یہ شبہ

ظاہر کیا گیا کہ ایسے لوگوں کے خلاف جنگ کرنا جائز بھی ہے یا نہیں تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا۔ واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ خدا کی قسم جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ میں اس سے جنگ کروں گا۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ خلیفہ اوّل کی نگاہ میں ان کا اصل جرم دینِ اسلام کے دو ارکان میں سے ایک کو ماننا اور دوسرے کو نہ ماننا تھا۔ اور آخر کار جس بنا پر صحابہؓ کرام نے ان مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے معاملہ میں خلیفہ سے اتفاق کیا۔ وہ یہی تھی کہ خلیفہ برحق کے دلائل سے انہیں اس امر کا پورا اطمینان ہوگیا۔ کہ نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرنے کی وجہ سے یہ لوگ دائرہ دین سے باہر نکل چکے ہیں

لا اکراہ فی الدین کے معنی ہیں کہ دین کو ماننے کے لیے کوئی زبردستی نہیں کیونکہ اس سے آگے ہے قد تبین الرشد من الغی۔ کہ ہدایت اور گمراہی کے راستے واضح کر دیئے گئے ہیں۔ اور انسان کو عقلِ سلیمہ اور فطرتِ صحیحہ عطا کی گئی ہے۔ تاکہ وہ ہدایت اور گمراہی کے راستوں کو پہچان سکے اور جس کو چاہے اختیار کرے۔ لیکن اگر کوئی دینِ اسلام ماننے کے بعد انکار کرے وہ بالاتفاق مرتد کافر اور واجب القتل ہے۔

قتل مرتد کا ثبوت قرآن سے

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین ونفصل الاٰیات لقوم یعلمون وان نکثوا ایمانهم من بعد عهدهم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفر انهم لا ایمان لهم لعلهم ینتهون (التوبۃ)

پھر اگر وہ (کفر سے) توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں ہم اپنے احکام ان لوگوں کے لیے واضح طور پر بیان کر رہے ہیں۔ جو ماننے والے ہیں لیکن اگر وہ عہد (یعنی قبول اسلام کا عہد) کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین پر زبان طعن دراز کریں تو پھر کفر کے لیڈروں سے جنگ کرو۔ کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ شاید کہ وہ اس طرح باز آجائیں۔

یہ آیت سورۃ توبہ میں جس سلسلے میں نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ۹ھ میں حج کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اعلانِ برائت کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس اعلان کا مفاد یہ تھا کہ جو لوگ اب تک خدا اور اس کے رسول سے لڑتے رہے ہیں اور ہر طرح کی زیادتیوں اور بدعہدیوں سے خدا کے دین کا راستہ روکنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ان کو اب زیادہ سے زیادہ چار مہینے کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس مدت میں وہ اپنے معاملے پر غور کریں۔ اسلام قبول کرنا ہو تو قبول کریں۔ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ملک چھوڑ کر نکلنا چاہیں تو نکل جائیں۔ مدت مقررہ کے اندر ان سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد جو لوگ ایسے رہ جائیں گے۔ جنہوں نے نہ اسلام قبول کیا ہو اور نہ ملک چھوڑا ہو۔ ان کی خبر تلوار سے لی جائے گی۔ اسی سلسلے میں فرمایا گیا کہ اگر وہ توبہ کر کے ادائے نماز وزکوٰۃ کے پابند ہو جائیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ لیکن اگر اس کے بعد وہ پھر اپنا عہد توڑ دیں تو کفر کے لیڈروں سے جنگ کی جائے۔ یہاں عہد شکنی سے مراد کسی طرح بھی سیاسی معاہدات کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ سیاق وعبارت صریح طور پر اس کے معنی اقرار اسلام سے پھر جانا متعین کر دیتا ہے اور اس کے بعد فقاتلوا ائمۃ الکفر کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتے کہ تحریک ارتداد کے لیڈروں سے جنگ کی جائے۔

قتل مرتد کا ثبوت حدیث سے یہ تو ہے قرآن کا حکم۔ اب حدیث کی طرف آیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

(۱) مَن بدل دینہ فاقتلوہ — جو شخص (یعنی مسلمان) اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

یہ حدیث حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت خالد بن ولید اور متعدد دوسرے صحابہ سے مروی ہے اور تمام معتبر کتب حدیث میں موجود ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل دم امرءٍ مسلم یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مسلمان ہو اور شہادت دیتا ہو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول

الا باحدی ثلث: النفس بالنفس والثیب الزانی والمفارق لدینه التارك للجماعة۔

(بخاری کتاب الدیات، ومسلم کتاب القسامه والمحاربین والقصاص والدیات، وابوداؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتد)

ہوں۔ اس کا خون تین جرائم کے سوا اور کسی صورت میں حلال نہیں۔ ایک یہ کہ اس نے کسی کی جان لی اور قصاص کا مستحق ہو گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ شادی شدہ ہو اور زنا کرے۔ تیسرے یہ کہ اپنے دین کو چھوڑ دے اور جماعت سے الگ ہو جائے۔

(۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل دم امرء مسلم الا رجل زنی بعد احصانه او کفر بعد اسلامه او النفس بالنفس (نسائی باب ذکر ما یحل به دم المسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں۔ الا یہ کہ اس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کی ہو۔ یا مسلمان ہونے کے بعد کفر اختیار کیا ہو۔ یا کسی کی جان لی ہو۔

(۴) حضرت عثمانؓ کی روایت ہے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل دم امرء مسلم الا باحدی ثلث رجل کفر بعد اسلامه او زنی بعد احصانه او قتل نفسا بغیر نفس۔

(نسائی باب ایضاً)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے بجز تین صورتوں کے۔ ایک یہ کہ کوئی شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ شادی شدہ ہونے کے بعد اس نے زنا کی ہو۔ تیسرے یہ کہ وہ قتل کا مرتکب ہو بغیر اس کے کہ اسے جان کے بدلے جان لینے کا حق حاصل ہوا ہو۔

حضرت عثمانؓ ہی سے دوسری روایت ہے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل دم امرء مسلم الا باحدی ثلث رجل زنی

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مسلمان کا خون حلال نہیں مگر تین جرائم کی پاداش میں۔ ایک

بعد احصانه فعلیه الرجم او قتل عمدًا فعلیه القصاص وارتد بعد اسلامه فعلیه القتل۔ (نسائی باب الحکم فی المرتد)

یہ کہ کسی نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کی ہو اس کی سزا سنگساری ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی نے عمداً قتل کا ارتکاب کیا ہو اس پر قصاص ہے تیسرے یہ کہ کوئی اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو اس کی سزا قتل ہے۔

تاریخ کی تمام معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ یہ حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر ہزاروں آدمیوں کے سامنے اس وقت بیان کی تھی جب کہ باغی آپ کے مکان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور آپ کے قتل کے درپے تھے۔ باغیوں کے مقابلہ میں آپ کے استدلال کی بنا یہ تھی کہ اس حدیث کی رو سے تین جرائم کے سوا کسی چوتھے جرم میں ایک مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور میں نے ان میں سے کوئی جرم نہیں کیا ہے لہذا مجھے قتل کر کے تم لوگ خود مجرم قرار پاؤں گے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح یہ حدیث حضرت عثمان کے حق میں باغیوں پر صریح حجت بن رہی تھی اگر یہ امر ذرا برابر بھی مشتبہ ہوتا کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں، تو سینکڑوں آوازیں بلند ہو جاتیں کہ آپ کا بیان غلط ہے یا مشکوک ہے لیکن باغیوں کے پورے مجمع میں سے کوئی ایک شخص بھی اس حدیث کی صحت پر اعتراض نہ کر سکا۔

(۵) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثه الی الیمن ثم ارسل معاذ بن جبل بعد ذالک فلما قدم قال ایها الناس انی رسول رسول اللہ الیکم فالقی له ابو موسی وسادة لیجلس علیها فاتی رجل کان یهودیا فاسلم ثم کفر فقال معاذ لا اجلس حتی یقتل قضاء اللہ و رسوله ثلث مرات فلما قتل قعد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (یعنی حضرت ابو موسیٰ کو) یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا پھر اس کے بعد معاذ بن جبل کو ان کے معاون کی حیثیت سے روانہ کیا جب معاذ وہاں پہنچے تو انہوں نے اعلان کیا کہ لوگو! میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کا فرستادہ ہوں۔ ابو موسیٰ نے ان کے لیے تکیہ رکھا تاکہ ٹیک لگا کر بیٹھیں اتنے میں ایک شخص پیش ہوا۔ جو پہلے یہودی

(نسائی، باب حکم المرتد، بخاری باب حکم المرتد والمرتدہ واستتابتھم۔ ابو داؤد، کتاب الحدود باب الحکم فی من ارتد)

تھا۔ پھر مسلمان ہو گیا۔ پھر یہودی ہو گیا۔ معاذ نے کہا کہ میں ہرگز نہ بیٹھوں گا۔ جب تک یہ شخص قتل نہ کر دیا جائے۔ اللہ اور اس کے رسول کا یہی فیصلہ ہے۔ معاذ نے یہ بات تین دفعہ کہی آخر کار جب وہ قتل کر دیا گیا تو معاذ بیٹھ گئے۔

ظاہر ہے کہ یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں پیش آیا۔ اس وقت حضرت ابوموسیٰ اشعری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گورنر کی حیثیت میں اور حضرت معاذ والیٔ گورنر کی حیثیت میں تھے۔ اگر ان کا یہ فعل واقعی اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے پر مبنی نہ ہوتا تو یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پہ باز پرس فرماتے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔

کان عبد اللہ بن ابی سرح یکتب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فازلہ الشیطان فالحق بالکفار فامر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقتل یوم الفتح فاستجار لہ عثمان رسول اللہ (ابو داؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فی من ارتد)

عبداللہ بن ابی سرح کسی زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب (سیکرٹری) تھا۔ پھر شیطان نے اس کو پھسلا دیا اور کفار سے جا ملا جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مگر بعد میں حضرت عثمانؓ نے اس کے لیے پناہ مانگی اور رسول اللہ نے اسے پناہ دے دی۔

[illegible]

اس آخری واقعہ کی تشریح حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت میں ہم کو یہ ملتی ہے۔

لما کان یوم فتح مکۃ اختبأ عبد اللہ ابن سعد بن ابی سرح عند عثمان بن عفان فجاء بہ حتی اوقفہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ بایع عبد اللہ فرفع راسہ فنظر الیہ ثلثا

جب مکہ فتح ہوا تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے عثمان بن عفان کے دامن میں پناہ لی عثمان اس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ کی بیعت قبول فرما لیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا اور چپ رہے۔ تین دفعہ یہی ہوا اور آپ اس

کل ذالک یابی فبایعه بعد ثلث ثم اقبل علی اصحابه فقال اما فیکم رجل رشید یقوم الی هذا حین رانی کففت یدی عن بیعته فیقتله فقالوا ما ندری یا رسول الله ما فی نفسك الا اومأت الینا بعینك قال انه لا ینبغی لنبی ان تکون له خائنة الاعین

(ابوداؤد۔ ایضاً)

کی طرف بس دیکھ دیکھ کر رہ جاتے تھے۔ آخر تین دفعہ کے بعد آپ نے اس کو بیعت میں لے لیا۔ پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمہارے اندر کوئی ایسا بھلا آدمی موجود نہ تھا کہ جب اس نے دیکھا کہ میں نے بیعت سے ہاتھ روک رکھا ہے تو آگے بڑھتا اور اس شخص کو قتل کر دیتا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ آپ نے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ فرما دیا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ ایک نبی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ آنکھوں کی چوری کرے۔

(۷) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے

ان امرأة ارتدت یوم احد فامر النبی صلی الله علیه وسلم ان تستاب فان تابت و الا قتلت (بیهقی)

جنگِ اُحد کے موقع پر (جبکہ مسلمانوں کو شکست ہوئی) ایک عورت مرتد ہو گئی۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے توبہ کرائی جائے اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دی جائے۔

(۸) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے۔

ان امرأة ام رومان ارتدت فامر النبی صلی الله علیه وسلم بان یعرض علیها الاسلام فان تابت والا قتلت

(دارقطنی بیهقی)

ایک عورت امّ رومان (یا امّ مروان) نامی مرتد ہو گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کے سامنے پھر اسلام پیش کیا جائے۔ اگر وہ توبہ کر لے تو بہتر، ورنہ قتل کر دی جائے۔

بیہقی کی دوسری روایت اس سلسلے میں یہ ہے کہ فابت ان تسلم فقتلت "اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس بنا پر قتل کر دی گئی۔" (جاری ہے)